ہماری خواہش ہے کہ صابری صاحب کی ان مساعی پر قلم اٹھایا جائے اور اگر پروفیسر صاحب یہ کام کر سکیں تو صابری صاحب کے کام کی اہمیت زیادہ بہتر طور سامنے آسکے گی۔ مدیر]

حسن معزالدین قاضی

پاکستان انٹر ریلیجس ڈائیلاگ ایسوسی ایشن

لاہور

[گزشتہ شمارے کے اداریے میں مسلم - مسیحی مکالمے کے حوالے سے چند گذارشات کی گئی تھیں۔ اس سلسلے میں راقم الحروف کا تاثر مسیحی پریس میں شائع ہونے والی رپورٹوں پر مبنی تھا۔ مسلم - مسیحی مکالمے میں گفتگو کرنے والوں میں کبھی کسی معروف عالمِ دین کا نام نظر سے نہیں گزرا تھا، اس لیے ادھر توجہ دلائی گئی نیز "شاداب" (لاہور) کی ایک رپورٹ کے حوالے سے گفتگو کی گئی تھی۔ جناب حسن معزالدین قاضی نے اپنے گرامی نامے میں اس موضوع پر لکھتے ہوئے صورتِ حال واضح کی ہے۔ ان کے گرامی نامے کے متعلقہ حصے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ مدیر]

"مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں جناب کا اداریہ محلِ نظر ہے۔ میں ۱۹۸۴ء سے بین المذاہب مکالمہ سے وابستہ ہوں۔ پاکستان ایسوسی ایشن آف انٹر ریلیجس ڈائیلاگ کا بانی رکن اور قریباً ۶ سال سے صدر ہوں۔

آپ کی رائے سے اتفاق ہے کہ "مکالمہ تو اپنی بات دلائل کے ساتھ کہنے اور دوسروں کا نقطۂ نظر تحمل اور کھلے دل کے ساتھ سننے کا نام ہے۔" پندرہ روزہ "شاداب" کے مدیر ہماری ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو پارٹی کے معزز رکن ہیں، معروف صحافی ہیں مگر ان کی رپورٹنگ صحیح نہیں ہے۔ "شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ پر حکومت کی مذمت" اس سیمینار کا موضوع ہی نہ تھی۔ موضوع تھا کہ حصولِ آزادی میں اقلیتوں کا کیا کردار تھا۔ گویا ماضی کی تاریخ کا مطالعہ تھا جو ۱۹۴۷ء تک کے عرصہ کے لیے تھا۔ سیمینار کے بعد جو قرارداد منظور ہوئی، اس میں بھی شناختی کارڈ کا کوئی ذکر نہ تھا۔ محترم احمد سعید کرمانی صاحب (جو ۱۹۴۷ء تک کی تاریخ کے عینی شاہد ہیں۔) کا خیال تھا کہ حصولِ پاکستان کی تحریک میں مسیحی کردار نمایاں نہ تھا اور یہ حقیقت ہے کہ ان کی تقریر کے دوران بد تمیزی ہوئی۔ ہوٹنگ کرنے والے چہروں کو میں پہچان نہ سکا تھا۔ وہ چہرے ہماری ایسوسی ایشن کے ماہانہ ہونے والے اجلاس میں نہ پہلے نظر آئے نہ بعد میں۔

جناب کی اس رائے سے میرا اتفاق نہیں ہو سکا کہ مکالمہ کے "مقصد کے لیے کام کرنے والے

افراد اور اداروں نے بالعموم سیکولر-لبرل طبقے کو مسلم اکثریت کا دینی نمائندہ خیال کر رکھا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سیکولر -لبرل طبقہ اپنی عددی قوت کی نسبت زیادہ اختیار و اقتدار کا مالک ہے مگر یہ بات کبھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونی چاہیے کہ پاکستان کا ایک عام مسلمان دینی معاملات میں بہرحال منبر و محراب کی جانب دیکھتا ہے، وہ کسی صحافی، ریٹائرڈ سرکاری افسر یا شاعر سے دینی رہنمائی طلب نہیں کرتا، اس لیے مسلم - مسیحی مکالمہ کے داعیوں کو چاہیے کہ علماء و مشائخ کو تبادلۂ خیال کے اجلاس میں شامل کریں۔ علماء و مشائخ للہیت، خدا خوفی اور انسانی اقدار کے حوالے سے بہرحال دنیادار سیکولر - لبرل طبقے سے بہتر ہیں ---"

--- آپ کے مشورے پر عمل ہو چکا ہے کہ علماء اور مشائخ کو تبادلۂ خیال کے اجلاس میں شامل کریں مگر وہ لوگ دعوت قبول نہیں کرتے۔ آپ اجازت دیں گے تو ان علماء و مشائخ کے اسماء گرامی بیان کیے جا سکتے ہیں جن کو دعوت دی مگر انہوں نے ہمیشہ اجتناب فرمایا --- مسلمانوں کی طرف سے مکالمہ میں علماء و مشائخ غائب اور آپ کے بقول سیکولر اور لبرل مسلمان پیش پیش جب کہ عیسائیوں کی طرف سے ان کے علماء حاضر اور ان کے سیکولر اور لبرل اصحاب غائب ہیں۔

میں نے اب تک ناکام کوشش کی ہے کہ مسیحی دانش ور جو چرچ سے وابستہ نہ ہوں اور مسلمان [علماء] اور خطیب جو مساجد اور مدارس سے وابستہ ہوں، مکالمہ میں تشریف لائیں --- اداریہ کے ذریعہ بین المذاہب مکالمہ کی جانب توجہ دلانے کے لیے شکر گزار ہوں۔"